اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ

حکومتِ وقت

اور

جماعتِ احمدیہ

(مرتبہ)

مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل ایڈیٹر بدر قادیان

شائع کردہ

نظارتِ دعوت و تبلیغ قادیان مشرقی پنجاب

طبع بار سوم اگست ۱۹۵۸ء   تعداد (۲۰۰۰) دو ہزار

(مطبوعہ تاج پریس حیدرآباد دکن)

ضروری نوٹ

اس ٹریکٹ کے جملہ اخراجات طباعت اراکین
مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد نے ادا فرمائے ہیں
اللہ تعالےٰ اِن کو جزائے خیر دے اور ان کے
مال میں برکت دے کر زیادہ سے زیادہ خدمات
دینیہ کی توفیق دے۔ آمین

خاکسار
مرزا وسیم احمد
ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان
۲ ش ۱۹۵۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حکومتِ وقت اور جماعت احمدیہ

جماعت احمدیہ ایک روحانی اور تبلیغی جماعت ہے۔ خدا کے فضل سے عالمگیر وسعت کے باعث اب اسے ایک بین الاقوامی حیثیت حاصل ہو چکی ہے کیونکہ اس جماعت سے تعلق رکھنے والے نہ صرف برصغیر ہند و پاکستان میں کثرت سے موجود ہیں۔ بلکہ دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جس میں اس جماعت کیساتھ وابستگی رکھنے والے افراد نہ پائے جاتے ہوں اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مختلف ممالک میں رہنے کیوجہ سے بعض مقامات پر بعض احمدی افراد کے سامنے اس قسم کے سوالات پیش کئے جاتے ہیں کہ ایکطرف آپ اپنے تئیں حکومت وقت کے وفادار اور کامل اطاعت گذار ظاہر کرتے ہیں تو دوسری طرف اپنے روحانی پیشوا اور امام سے بھی عقیدت و اطاعت گزاری کا دم بھرتے ہیں اور یہ دونوں چیزیں جبکہ جماعت مختلف ممالک حکومتوں کے ماتحت رہتی ہے ایک جگہ کیسے جمع ہو سکتی ہیں۔

اس لئے سب سے پہلے نمبر پر تو اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ جماعت احمدیہ کوئی نیا مذہب نہیں۔ بلکہ حقیقی اسلام کا دوسرا نام احمدیت ہے۔ پس ایک احمدی کے لئے بھی وہی قابل عمل شرعی کتاب قرآن ہے جو ایک مسلمان کے لئے اور وہی مقدس اصول جس پر ایمان لا کر ایک سچا مسلمان ایمان پر قائم رہ سکتا ہے۔

بے شک جماعت احمدیہ موجودہ زمانہ کے امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب

قادیانی کو خدا تعالیٰ کا ایک نبی یقین کرتی ہے۔ مگر ایسا نبی جو شریعت محمدیہ کا تابع اور اس کا پابند ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔

پس جماعت احمدیہ کی حکومت وقت کے متعلق وہی تعلیم ہے جو اسلام نے آج سے چودہ سو سال پیشتر پیش کی۔ اور جسے قرآن شریف کی اس آیت میں بیان کیا گیا ہے:۔

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

یعنی اے مسلمانو! تمہارا فرض ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول اور حکام وقت کی اطاعت کرو۔

پھر خود حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا مقدس نمونہ ہمارے سامنے موجود ہے کہ آپ نے تیرہ سال مکہ میں گذارے اور اگرچہ اُس وقت مکہ میں کوئی باقاعدہ حکومت نہ تھی لیکن جس قسم کی بھی حکومت قائم تھی آپؐ نے اس کی اطاعت کی۔ حتیٰ کہ جب ان کے قوانین کے ماتحت آپؐ کا دین امن میں نہ رہ سکا تو آپ نے بجائے بغاوت یا مقابلہ کرنے کے وہاں سے ہجرت کرلی۔ اور اس طرح پر آپ نے اپنے عمل سے حکومت وقت کی اطاعت کا پاک نمونہ پیش کیا۔

علاوہ ازیں صحابہ کرام نے بھی آپؐ کے ساتھ مکہ میں یہی نمونہ دکھایا اور جب کفار مکہ کی ایذا رسانی سے تنگ آ کر ملک حبش کی طرف ہجرت کی تو عرصہ دراز تک اس غیر اسلامی حکومت کے ماتحت رہے اور اسکے قانون کی پابندی کرتے رہے

پس اس پاک نمونہ کو جماعت احمدیہ نے اپنا دستور العمل بنا لیا ہے اور وہ ہمیشہ سے اس بات کی دعویدار ہے کہ جو حکومت بھی کسی ملک میں قائم ہو جائے اسکی اطاعت ہر احمدی کا فرض ہے اور یہ چیز اسکے ایمانیات میں داخل سمجھی جائیگی۔

اور ذرہ بھر بھی سرتابی کرنیوالا احمدیت کی صحیح تعلیم کا چھوڑنیوالا قرار پائیگا۔
جماعت احمدیہ کا یہ نظریہ اس زمانہ کی پیداوار نہیں بلکہ جب سے احمدیت
معرضِ وجود میں آئی اس وقت سے وہ اس پر قائم ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ
احمدیہ نے اپنے حین حیات میں متعدد بار اس بات کو علی الاعلان پیش کیا اور ہمیشہ
اپنی جماعت کو اس بات کی تلقین کی۔ چنانچہ آپ نے صحیح اسلامی تعلیم اور اپنے
دائمی دستور العمل کو غیر مبہم الفاظ میں اس طرح بیان فرمایا:۔

"اسلام ہمیں ہرگز یہ نہیں سکھاتا کہ ہم ایک غیر قوم اور ایک غیر مذہب
والے بادشاہ کی رعایا ہوکر اور اس کے زیرسایہ رہکر ہر ایک دشمن
سے امن میں رہکر پھر اسکی نسبت بداندیشی اور بغاوت کا خیال
دل میں لادیں۔ بلکہ
ہمیں وہ یہ تعلیم دیتا ہے کہ اگر تم اس بادشاہ کا شکر نہ کرو جس کے
زیرسایہ تم امن میں رہتے ہو۔ تو پھر تم نے خدا کا شکر بھی نہیں
کیا۔" (ستارہ قیصریہ صفحہ ۲۶)

اس کے بعد آپ کے خلفاء نے بھی جماعت کو اسی امر پر قائم رکھا اور وقتاً
فوقتاً اس کا اظہار بھی فرمایا۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کے موجودہ امام ایدہ اللہ
بنصرہ العزیز جب مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ نے پہلے سال ہی
ایک خطبہ میں نہ صرف حکومتِ وقت کی اطاعت و فرمانبرداری دل وجان سے
کرنے کا ذکر فرمایا۔ بلکہ ایسے خیالات کے اظہار سے بھی اپنی جماعت کو ممانعت
فرمائی جو حکومت وقت کے خلاف ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔

"کئی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ انسان منہ سے نکال دیتا ہے اور کہتا ہے کہ
یہ اظہار رائے ہے لیکن بعض ایسی باتیں نقصان دہ ہوتی ہیں اسلئے

تمھیں باتوں میں اور خیالات کے اظہار میں محتاط رہنا چاہئے
جسوقت کوئی شخص احمدی ہوتاہے تو اس کو اپنے پہلے خیالات
قربان کرنے ہوتے ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے
کہ سوائے میری جماعت کے اور کوئی جماعت گورنمنٹ کی وفادار
نہیں رہے گی۔ سو یاد رکھو کہ :۔
تمھارا کام پرامن رہنمائی نہیں بلکہ ایسے خیالات اور باتیں جنکے
اظہار سے گورنمنٹ کی کسی قسم کی سبکی ہوتی ہو پرہیز کرنا بھی ہے تم
ایسی مجلسوں سے الگ رہو جن میں گورنمنٹ کیخلاف باتیں ہوتی ہیں"
(خطبہ جمعہ ۱۴ دسمبر ۱۹۱۴ء بحوالہ خطبات محمود ص ۱۴۷)
اسی طرح آپ نے ایک مرتبہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے اصولی
رنگ میں اس معاملہ پر ان الفاظ میں روشنی ڈالی :۔
" ہمارا اصل یہ ہے کہ جو حکومت جس ملک میں قائم ہو گئی ہو ہمیں
اس کے ساتھ وفادار رہنا چاہئے۔ اور اس میں اگر کچھ خرابیاں
ہیں تو اس کے ساتھ مل کر با امن ذرائع سے اسکی اصلاح کی کوشش
کرنا چاہئے ..... پس ہم اپنے اصل کے ماتحت ہر ملک کے لوگوں کو
کہیں گے کہ وہ اپنے ملک کی خیرخواہی کریں۔ اگر ہمارا اصل دنیا
میں قائم ہو جائے تو دنیا سے لڑائی بند ہو جائے "
(الفضل یکم جنوری ۱۹۲۲ء)
اسی پر بس نہیں جب ہمارا ملک آزاد ہوا اور ایک غیرملکی حکومت جاتی
رہی اور ملک ہند الگ الگ دو ڈومینیوں میں تقسیم ہوا تو حضرت امام جماعت
احمدیہ نے اس بات کا اعادہ کیا اور صاف لفظوں میں احمدیہ جماعت کی حکومت

وقت کے لئے اطاعت گزاری کا اظہار فرمایا:۔

"ہم اس دائمی سچائی کو جو قرآن کریم میں بار بار بیان کی گئی ہے کبھی نہیں چھوڑ سکتے۔ کہ جو شخص جس حکومت میں رہتا ہے وہ اس کا فرمانبردار ہے اور اسکے ساتھ پوری طرح تعاون کرے اور اگر کسی وقت وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنے مذہب اور اخلاق کو قائم رکھتے ہوئے اس ملک میں رہ نہیں سکتا تو اس ملک سے ہجرت کر جائے۔ اگر اس ملک کی حکومت اس کو ہجرت بھی نہ کرنے دے۔ تو پھر وہ آزاد ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسے جو بھی ذریعہ بخشا ہو اسے کام میں لاتے ہوئے اپنی آزادی کی جد وجہد کرے۔ جب کانگریس گورنمنٹ کیخلاف کھڑی ہوئی تھی تو انہی اصول کیوجہ سے میں نے کانگریس کی مخالفت کی تھی ورنہ میں کانگریس کا دشمن نہیں تھا نہ ملک کی آزادی کا دشمن تھا۔ کانگریس کے کئی لیڈر میرے واقف تھے اور بعض دوست بھی اور مختلف اوقات میں مجھ سے تبادلہ خیالات کرتے رہتے تھے۔ وہ جانتے تھے اور جانتے ہیں کہ میں ملک کی آزادی کا اُن سے کم حامی نہیں تھا۔ مجھے ان سے اختلاف صرف اس طریقہ کار کے متعلق تھا۔ جو میرے نزدیک ملکی حکومت کے بن جانے پر بھی تفرقہ کو بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ جو کچھ میں نے اسوقت کہا تھا آج پاکستان اور ہندوستان میں لفظاً لفظاً صحیح ثابت ہو رہا ہے۔ حکومت کے بائیکاٹ کے اعلانات کئے جا رہے ہیں سٹرائیکیں کیجا رہی ہیں۔ اور ملک میں رہتے ہوئے انتشار اور اختلاف کے سامان پیدا کئے جا رہے ہیں۔ میں جو انگریز کے

زمانہ میں انگریز کے خلاف ایسی باتوں کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ یہ کسطرح ہوسکتا تھا۔ کہ خصوصاً ملکی حکومتوں کے قائم ہوجانے کے بعد پاکستان یا ہندوستان میں میں ایسی باتوں کی اجازت دیدیتا چنانچہ ہر ایسے موقعہ پر جو پاکستان یا ہندوستان میں پیدا ہوا میں نے اپنی جماعت کو یہی حکم دیا کہ وہ حکومت وقت کی پوری طور پر وفاداری کریں۔ اور جو ذمہ داریاں حکومت کی طرف سے شہریوں پر عائد کیجائیں ان ذمہ داریوں کو دیانتداری سے ادا کریں یقیناً یہ تعلیم پاکستانی اور ہندوستانی حکومتوں کی نظر میں ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھی جانی چاہئے تھی۔ مگر افسوس کہ ہندوستان میں ایسا نہیں کیا گیا۔ اور بعض صوبجاتی حکومتوں نے اس خزانے کی قدر نہیں کی جو احمدیہ جماعت کی صورت میں انکے ملک کو حاصل ہوا تھا احمدی جماعت ہر ایک ملک کے لئے ایک قیمتی جوہر ہے۔ وہ وفاداری اور اخلاص کے ساتھ اپنے ملک کی حکومت کے ساتھ تعاون کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔ وہ انصاف اور عدل کے لئے قربانی کرنے والی جماعت ہے۔ مگر حکومت کے ساتھ عدم تعاون اس کے اصول کے خلاف ہے وہ عدل اور انصاف کو عدل اور انصاف کے ذریعوں سے ہی حاصل کرنا چاہتی ہے وہ عدل اور انصاف کے حاصل کرنے کے لئے غیر منصفانہ اور غیر عادلانہ ذرائع کے اختیار کرنے کو جائز قرار نہیں دیتی۔ ہر سمجھدار انسان اس جماعت کو سر اور آنکھوں پر بٹھائے گا۔ ہر سمجھدار حکومت اس جماعت کو قدر اور عزت کی نگاہوں سے دیکھے گی۔ اور

میں امید کرتا ہوں کہ اگر اس سے پہلے نہیں تو آئندہ ہندوستان
کی مختلف صوبائی حکومتیں اور مرکزی حکومت ان احمدی تعلیمات
کو مدنظر رکھکر جو میں نے اوپر بیان کی ہیں احمدیوں کے متعلق اپنے
رویّہ کو تبدیل کرے گی۔

مجھ سے بعض ہندوستانی جو ادہر آتے رہے ہیں انہوں نے
بعض دفعہ ان امور پر تبادلہ خیال کیا ہے۔ اور بعض ایسے سوالات
کئے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ہمارے نقطۂ نگاہ
کو پورے طور پر نہیں سمجھا۔ مثلاً یہ کہ اگر آپ ہندوستان کے
احمدیوں کو ہندوستان کی وفاداری کی تعلیم دیتے ہیں۔ تو کیا
پاکستان کے احمدی کشمیر کے معاملے میں پاکستان حکومت کا
ساتھ نہیں دیں گے؟ میری اوپر کی تشریح کے بعد یہ سوال کیا
مضحکہ خیز معلوم ہوتا ہے۔ جو کچھ میں نے اوپر بیان کیا ہے اس کا
تو یہ مطلب ہے کہ ہمارے نزدیک قرآن کریم نے یہ تعلیم دی ہے۔
کہ جو شخص جس حکومت میں رہے۔ وہ اس کا فرمانبردار رہے۔
اور اُس کے ساتھ تعاون کرے۔

اس تعلیم کا یہ مطلب ہے کہ ہر پاکستان میں رہنے والا احمدی
اپنی حکومت کا پوری طرح وفادار ہوگا۔ اور اس کے مقاصد
اور مفاد میں پوری طرح تعاون کرے گا۔ اور ہندوستان میں
رہنے والا ہر احمدی حکومت ہندوستان کا پوری طرح فرمانبردار
ہوگا۔ اور اس کے مقاصد اور مفاد میں اس سے پوری طرح
تعاون کرے گا۔

آتنی واضح تعلیم کے بعد اس قسم کا شبہ پیدا ہی کس طرح ہو سکتا ہے؟
یہ سوال تو بیشک کیا جا سکتا تھا کہ کیا ہندوستان میں رہنے والا
احمدی اپنی حکومت کے ساتھ پوری طرح تعاون کریگا؟ اس کا
جواب یقیناً میں یہ دیتا کہ "ہاں کریگا"۔ لیکن ہر حکومت کی ہی
وفاداری کی تعلیم سن کر یہ کہنا کہ کیا پاکستان میں رہنے والا احمد
پاکستان کی حکومت سے بغاوت کریگا۔ بالکل احمقانہ اور
جاہلانہ سوال ہے۔ اسکی بیان کردہ تعلیم کا یہ لازمی نتیجہ ہے
کہ پاکستان میں رہنے والا ہر احمدی حکومت پاکستان کی پوری
فرمانبرداری کریگا۔ اور اس کے تمام مقاصد اور مفاد میں اسکے
ساتھ تعاون کریگا۔ اگر پاکستان ہم سے یہ مطالبہ کرے کہ ہم
ہندوستان کے احمدیوں کو ہندوستان سے بغاوت کی تعلیم دیں۔ تو
ہم ایسا کبھی نہیں کریں گے اور اگر ہندوستان کی حکومت ہم سے یہ
مطالبہ کرے کہ ہندوستان میں رہنے والے احمدیوں کو امن سے
رہنے دینے کی قیمت ہمیں یوں ادا کرنی چاہئے کہ پاکستان کے
احمدی پاکستان کی حکومت سے غداری کریں۔ یا اس سے عدم
تعاون کریں تو ہم ایسا کبھی نہیں کرینگے۔ ہمارا مذہب یہ کہتا ہے کہ
جس حکومت میں رہو اس کے فرمانبردار رہو۔ پس جو ہندوستان
میں رہتے ہیں ہم انکو بھی کہیں گے کہ ہندوستان کی حکومت کی
فرمانبرداری کرو۔ اور جو پاکستان میں رہتے ہیں۔ ہم ان کو یہی
کہیں گے۔ کہ پاکستان کی حکومت کی فرماں برداری کرو۔ اور
یہی تعلیم انڈونیشیا۔ عرب۔ یونائیٹڈ سٹیٹ آف امریکہ۔ انگلستان

فرانس۔ جرمنی۔ ہالینڈ۔ سوئٹزرلینڈ۔ لبنان۔ سیریا۔ مصر اور دیگر حکومتوں کے ماتحت رہنے والے احمدی کو ہوگی۔

کسی کی سمجھ میں ہماری بات آئے کہ نہ آئے ہماری سمجھ میں بھی یہ بات نہیں آتی کہ ہمارے بیان کردہ اصول کے بغیر دنیا میں امن قائم کس طرح رہ سکتا ہے۔ اگر ہندوستانی اپنے سے ہمدردی رکھنے والے لوگوں کو یہ تعلیم دیں کہ وہ جہاں کہیں جائیں ہندوستان کے ایجنٹ بن کر رہیں۔ تو دوسری قومیں ان کو برداشت کس طرح کریں گی۔ اور اگر پاکستانی اپنی رعایا یا اپنے سے ہمدردی رکھنے والے لوگوں کو یہ تعلیم دیں تو اسی سلوک کی انکو بھی امید رکھنی چاہئے ہر سیاسی حکومت کو اپنے باشندوں کو یہی حکم دینا ہوگا کہ تم اپنی حکومت کے فرمانبردار رہو۔ اور اگر باہر جاؤ تو عارضی طور پر اس حکومت کے قوانین کی پیروی کرو اور ایک مذہبی گروپ کو اپنے افراد کو یہی تعلیم دینی ہوگی۔ کہ تم جس جس ملک کے باشندے ہو اس ملک کے وفادار رہو۔"

(اخبار الرحمت جلد ۱ ۱ بابت ۲۱ نومبر ۱۹۴۹ء)

اگرچہ اس تفصیل کے بعد حکومت وقت کے لئے جماعت احمدیہ کی وفاشعاری میں کسی طرح کے شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی تاہم ممکن ہے بعض طبائع میں حکومت وقت اور امام جماعت احمدیہ کی اطاعت کا مسئلہ کھٹکتا ہو اس لئے ذیل میں اس حقیقت کو بھی واضح کیا جاتا ہے:۔

۱۹۵۲ء کے وسط میں جب پاکستان میں جماعت احمدیہ کی مخالفت کا طوفان اٹھا تو ایک اخباری نمائندہ نے حضرت امام جماعت سے ایک انٹرویو کے موقعہ پر یہی سوال

پیش کیا جس کا جواب حضور نے ایسے واضح طریق پر دیا کہ مزید سوالات کی حاجت نہیں رہتی۔ اور ہر متلاشی حق پر اصل حقیقت کھل جاتی ہے۔ چنانچہ آپ نے اس سوال وجواب کو اپنے خطبہ میں ان الفاظ میں بیان فرمایا:۔

" پس دوسرا سوال یہ تھا کہ خلیفہ کی اطاعت ضروری ہے یا گورنمنٹ کی؟ اگر جماعت اور گورنمنٹ میں اختلافات بڑھ جائیں تو جماعت آپ کی وفاداری کریگی یا گورنمنٹ کی؟

یہ سوال کئی سال سے چلا آتا ہے۔ انگریزوں کے وقت میں بھی یہ سوال اٹھا تھا کہ ہمارا اور آپ کا اتحاد کیسے ہو سکتا ہے جبکہ جماعت آپکی فرماں برداری کو ضروری خیال کرتی ہے"

اس سوال کا جواب حضور نے یہ دیا کہ:۔

" ہماری مذہبی تعلیم یہ ہے کہ حکومت وقت کی اطاعت کیجائے۔ ہم آیات قرآنیہ نکال نکال کر کہتے ہیں کہ حکومت وقت کی فرمانبرداری ضروری ہے۔ ہم احادیث نکال نکال کر کہتے ہیں کہ حکومت وقت کی فرمانبرداری ضروری ہے۔ پھر میں اپنے متبوع کی نافرمانی کیسے کر سکتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی یہی لکھتے آئے ہیں کہ حکومت وقت کی اطاعت کیجائے۔ اور میں خود بھی ۳۵، ۳۶ سال سے یہی کہتا چلا آیا ہوں کہ حکومت وقت کی اطاعت کرو۔ آخر میں اپنے قول کی مخالفت کیونکر کر سکتا ہوں۔ دراصل ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ خلیفہ کا محافظ خدا تعالیٰ ہے اور وہ اس سے ایسی غلطیاں سرزد نہیں ہونے دیگا۔ جو اصولی امور کے متعلق ہوں۔

پھر مخالفین کے نظریہ کے متعلق صاف لفظوں میں حضور نے فرمایا:۔
جب جماعت کا خلیفہ باوجود اس کے کہ قرآن کریم کا یہ حکم ہے کہ حکومتِ وقت کی اطاعت کرو۔ احادیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حکومتِ وقت کی اطاعت کرنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتابوں میں یہی لکھا ہے کہ حکومت وقت کی اطاعت کرو۔ میں خود ۳۵-۳۶ سال سے اسبات کی تلقین کر رہا ہوں کہ حکومتِ وقت کی اطاعت ضروری ہے حکومتِ وقت کی نافرمانی کی تعلیم دے گا تو لازماً جماعت اس سے پوچھے گی کہ یہ حوالے کہاں گئے۔ آپ ہمیں کہاں لے جانا چاہتے ہیں۔؟"

پھر فرمایا

"فرض کرو یہ مسئلہ نہ بھی ہوتا کہ خدا تعالیٰ خلیفہ کی حفاظت کرتا ہے اور خلیفہ ایسی تعلیم دیدے۔ تو چونکہ وہ تعلیم قرآن وحدیث اور سلسلہ کی تعلیم کے خلاف ہوگی احمدی اس کی بات کبھی نہیں مانیں گے اور کہیں گے ہم تمہاری بات نہیں مانتے۔ کیونکہ یہ تعلیم قرآن وحدیث کے خلاف ہے جس کی رو سے حکومت وقت کی اطاعت واجب ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ر جولائی ۵۲ء مطبوعہ اخبار بدر ۲۰ر اگست ۵۲ء)

پس یہی وہ جواب ہے جو اس قسم کے سوالات پر ہندوستانی احمدیوں کی طرف سے بھی دیا جا سکتا ہے۔ اور یہی درست اور برحق ہے۔ اس سے بڑھکر کوئی شخص بھی احمدیہ نقطہ نظر کو واضح نہیں کر سکتا۔

حکومتِ وقت کیلئے احمدیوں کی وفا شعاری
کے متعلق
بھارت کی اہم شخصیتوں کے تاثرات

حکومت وقت کے لئے احمدیوں کی وفاشعاری کے بارے میں مذکورہ بالا دلائل و حوالہ جات کے ساتھ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بھارت کی اہم شخصیتوں کے تاثرات بھی بیان کئے جائیں جنہیں جماعت احمدیہ کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا اور انہوں نے پوری غیر جانبداری سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ چنانچہ :-

(۱) اخبار دی سینٹینل (THE SENTINEL) رانچی ۱۴ر جولائی ۱۹۵۱ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:-

"(ہندوستان کے) احمدیوں کی پورے طور پر جانچ پڑتال کی گئی ہے۔ ان کی حکومت کے ساتھ وفاداری کسی طرح مشتبہ نہیں اور نہ ہی کوئی کدورت یا غیر مخلصانہ رنگ ان میں پایا جاتا ہے۔

یہ نہیں ہو سکتا کہ ان کے دل میں کچھ اور زبان پر کچھ ہو۔ حکومت ہند کے وہ وفادار ہیں دل کی گہرائیوں سے اپنی انگلیوں کے پوروں تک بلکہ سچ تو یہ ہے کہ وہ تمام دنیا میں جس جس حکومت کے ماتحت رہتے ہیں اس کے وفادار ہیں اور رحلیہ پیشوایان مذاہب کا احترام و عزت کرنا ان کے بنیادی اصولوں میں داخل ہے۔"

(۲) مسٹر جسونت سنگھ جرنلسٹ مشہور اخبار ہندوستان ٹائمز (کلکتہ) میں اپنے ایک مفصل مضمون مطبوعہ ۲۵ر ۱۹۵۱ء میں لکھتے ہیں :-

" سیاسی لحاظ سے احمدیہ جماعت کا یہ اصول اور طریق ہے کہ احمدی جب

ملک یا علاقہ میں رہتے ہیں وہاں کی قائم شدہ حکومت کے وفادار ہوتے ہیں اور ہر رنگ میں ملک کے قانون اور دستور کی اطاعت کرتے ہیں یہ بات ان کے بنیادی اصولوں اور مذہبی عقائد میں شامل ہے کہ وہ حکومت کے ساتھ تعاون کریں۔ اور کسی صورت میں بھی سٹرائیک (ہڑتال) تحریک عدم تعاون یا کسی بغاوت یا غیر قانونی کارروائی میں شامل نہ ہوں۔"

(۳) جناب سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون ایڈیٹر "ریاست" دہلی اپنے "ریاست" اخبار کے ۱۶ دسمبر ۱۹۵۷ء کے پرچہ میں احمدیوں کی حکومت وقت کے لئے وفا شعاری کی وضاحت کرتے ہوئے، لکھتے ہیں:۔

"مرحوم حضرت مرزا غلام احمدؐ آف قادیان کے مقلد یعنی احمدی مذہب اور اصولاً ہر حکومت وقت کے وفا شعار ہیں اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن کی تعلیم کے مطابق ہر مسلمان کا فرض ہونا چاہئے کہ وہ برسراقتدار حکومت کے وفا شعار ہوں چنانچہ اپنے اس مذہبی اصول کے مطابق ہی انہوں نے ہندوستان کی سیاسی تحریکوں میں کبھی حصہ نہ لیا اور یہ انگریزوں سے بھی ہمیشہ تعاون کرتے رہے اور انگریزوں کی حکومت کے خاتمہ کے بعد اب ان کی پاکستان میں تو پوزیشن یہ ہے کہ پاکستان کے احمدی پاکستان گورنمنٹ کے وفادار ہیں اور ہندوستان کے احمدی ہندوستان کے قومی گورنمنٹ کے اخلاص کے ساتھ وفا شعار ہیں۔" (بحوالہ بدر قادیان ۵۷/۱۲/۲۶)

(۴) جناب ڈاکٹر شنکر داس مہرہ بی ایس سی ایم بی بی ایس اخبار سٹیٹسمین دہلی مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۵۲ء میں ایک مفصل نوٹ میں لکھتے ہیں:۔

"احمدیہ جماعت کا نقطہ نظر تعمیری اور اس کا رویہ پابند قانون ہے
یہی ایک واحد جماعت ہے جو عدالتی ریکارڈ کی رو سے جرم سے
پاک ثابت ہوتی ہے۔"

جماعت احمدیہ کے بارے میں جناب ڈاکٹر صاحب اس قسم کے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے اس نوٹ میں بالآخر حکومت ہند کو ان الفاظ میں مشورہ دیتے ہیں اور ساتھ ہی جماعت احمدیہ کی بین الاقوامی حیثیت کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں:

"حکومت ہند کو چاہئے کہ امن اور انسانیت کے مفاد کے پیش نظر
اس خالص ملکی اور ہندوستانی جماعت کو نظر انداز نہ کرے کیونکہ
مناسب وقت میں احمدیہ جماعت ہمارے ملک کے تعلقات اسلامی
دنیا سے مضبوط کرنے اور ہندوستان کو عظمت اور بڑائی حاصل
کرانے میں اہم پارٹ ادا کرے گی۔"

اس قسم کے حوالے تو اور بھی بہت ہیں مگر اس مختصر مضمون کے پیش نظر بطور مشتے از خروارے ان چند حوالہ جات پر اکتفا کی جاتی ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ:-

گر اندر کس است حرفے بس است

امن و سلامتی کا راستہ

مندرجہ بالا اقتباسات کے ساتھ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم حضرت بانی
سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کا وہ حوالہ بھی درج کر دیں جس میں آپ نے اصولی
طور پر روحانی رہنما کی فرمانبرداری کے ساتھ ساتھ حکام وقت کی کامل اطاعت و
فرمانبرداری کو الٰہی عذابوں سے نجات کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"بھائیو! اے دانش مندو خدا تم پر دونوں جہانوں میں رحم کرے
جان لو کہ..... جو بلا نازل ہوتی ہے اس کے چار ہی سبب ہوتے
ہیں اور ابتدائے فطرت سے خداتعالیٰ کی سنت اسی طرح جاری ہے
پہلا یہ ہے کہ جب لوگ خدائی خوشنودی کی راہوں سے نکل جاتے
اور عفت و عبادت کو چھوڑ کر اس کے حقوق تلف کر دیتے ہیں۔ اور
خودی اور گھمنڈ میں زندگی بسر کرتے اور آخرت کی طرف دھیان
نہیں کرتے اور فسق و فجور کی پرواہ نہیں کرتے اور خدائی وعدوں
کی پاسداری نہیں کرتے اور اس کے قدموں کو پامال کرتے اور اسکے
سامنے بدکاری کرتے اور کھلے جرموں پر اصرار کر کے اسے غصہ
دلاتے ہیں۔

دوسرا جب لوگ ان اولوالامروں کی نافرمانی کرتے ہیں جو مصلحت
الٰہی سے انہیں دیئے جاتے ہیں اور رعیت کے انبار غلہ کے لئے
بجائے مہر کے ہوتے ہیں۔ اور رعایا مفسد و باغی بن جاتی ہے اور
اطاعت کی رسی اتار ڈالتی ہے اور معروف باتوں اور جائز امور
میں انکی مدد نہیں کرتی اور انکی نسبت بدگمانی کرتی اور لڑائی اور

مقابلہ کرکے ان کے معاملات کو درہم برہم کرتی ہے اور ان کے حکموں کو نہیں مانتی اور خدا کے جوڑے ہوئے کو کاٹنا چاہتے اور دفع کرتے ہیں اُس شے کو جسے خدا بڑی بھاری حکمت سے لایا ہے۔

تیسرا جب لوگ اس امام کو قبول کرنے میں بخل کریں جو صدی کے سر پر مبعوث ہوا اور روشن دلیلوں کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہو اور جان بوجھ کر بخل اور کینہ سے اس کے نشانوں کا انکار کریں اور اس کی ایذا دہی اور تحقیر اور تکفیر کریں اور تیغ دستان سے اسے مار ڈالنا چاہیں اور ظلم اور فریب سے حکام تک مقدمہ لے جائیں اور اصل بات کو پوشیدہ کردیں۔

چوتھا جب کہ لوگ کیڑوں مکوڑوں کی طرح ایک دوسرے کو کھانے لگ جائیں اور ذرا بھی رحم ان میں نہ رہے اور مخلوق پر ترس کھانا اور چھوٹے بڑے کے حق کی رعایت ترک کردیں۔"......

اس کے بعد فرمایا:۔

"ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور ہمارے دوستوں کو فضل وکرم سے اس سے محفوظ رکھے اور میرے نزدیک یہی بڑے سبب ہیں۔ مگر دانشمند ان اسباب کو سمجھتے ہیں۔ سو خدا سے ڈرو اور سلامتی چاہتے ہو تو ان سببوں کے نزدیک نہ جاؤ۔ اور میں نے اس سے پہلے ہی کہا مگر تم نے کان نہ دھرا اور میں نے راہ بتائی پر تم نے ہدایت نہ پائی اور میں نے دکھایا پر تم نے نہ دیکھا آج میرے دل میں آیا کہ پھر ایک دفعہ تمہیں وصیت کروں

اور اپنی حرّیت کے لئے محبت پیدا کرلو۔ سستو اور منہ نہ پھیرو
اور خدا سے ڈرو اور اس کے حکموں کو نہ توڑو۔ اور خدا
کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور سست نہ بیٹھو اور کہا مانو اور سرکشی
نہ کرو اور خدا کو یاد کرو اور غفلت چھوڑ دو۔ اور سب مل کر
خدا کی رسی کو پکڑ لو اور فرقہ فرقہ نہ ہو۔ اپنے نفسوں کو
پاک و صاف کرو اور میلے کچیلے نہ رہو اور اپنے باطنوں کو
پاک کرو اور آلودگی سے بچو۔ اور اپنے رب کی عبادت
کرو۔ اور شرک نہ کرو۔ اور صدقہ دو اور بخیل نہ ہو۔ اور
آسمان پر چڑھنے کی کوشش کرو اور زمین کی طرف نہ جھکو اور
ضعیفوں پر رحم کرو۔ اور فساد نہ کرو۔ اور حکام کے حکموں
اور فیصلوں اور پروانوں وغیرہ میں ان کی مخالفت نہ کرو
اور ان کی رضا کے خلاف ایک قدم بھی آگے پیچھے نہ کرو۔
اور جب ان کی طرف سے کوئی حکم آوے تو فوراً حاضر
ہو جاؤ۔ اور ان کے بلانے پر سست اور ہار کھائے ہوئے
نہ ہو۔ اور ان کے قانونوں کی خلاف ورزی نہ کرو اور انکی
جب کوئی خدمت تمہیں سپرد کی جائے تو بہت جلد حکم
مانو اور اس [illegible] پورا کرنے کی سعی کرو۔ خواہ پہاڑوں کی
چوٹیوں پر چڑھنا پڑے اور جاہلوں کی طرح عذر نہ تراشو
اور کمینہ لوگوں کی طرح انکار نہ کرو۔ اور خوب سمجھ لو کہ
سلامتی حکموں کے قبول کرنے میں اور ملامت اور نافرمانی
اور جھگڑے میں ہے۔" "الطاعون" بحوالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۱ نمبر ۱ صفحہ ۳۱ و ۳۲
ماہ جنوری ۱۹۰۲ء

پس ان حوالہ جات کی موجودگی میں جماعت احمدیہ کی حکومت وقت کے لئے اطاعت و فرمانبرداری کسی طرح کے شک و شبہ سے نہیں دیکھی جا سکتی۔

بالآخر ہم اپنے تمام ہموطن بھائیوں کو اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ وہ بھی جماعت احمدیہ کے امن بخش اصولوں پر کاربند ہو کر ملک کی ترقی اور اس کی بہبودی کے لئے کوشش کریں تا جہاں وہ الٰہی عذابوں سے امن میں رہیں وہاں اس دنیا کی خوشحالی اور فارغ البالی کے ساتھ ساتھ مرنے کے بعد بھی چین اور سکھ کی زندگی پادیں۔